تاثرات

ادارۂ ثقافتِ اسلامیہ کے ڈائریکٹر جناب سراج منیر صاحب نے ادارے کی زمامِ نظامت ہاتھ میں لیتے ہی ایک اہم قدم یہ اٹھایا کہ ادارے کے قدیم ترین رفیق اور متعدد علمی کتابوں کے مصنف مولانا محمد حنیف ندوی کے ساتھ ایک شام منانے کا اہتمام کیا۔ یہ شاندار تقریب ۳۰ جولائی کو نمازِ مغرب کے بعد واپڈا آڈیٹوریم میں وفاقی وزیرِ تعلیم جناب ڈاکٹر محمد افضل کے زیرِ صدارت منعقد ہوئی۔ سٹیج سیکرٹری کے فرائض خود سراج منیر صاحب نے انجام دیے۔

حاضرین سے پورا ہال بھرا ہوا تھا اور اس باوقار تقریب میں ہر حلقے کے لوگ شریک تھے۔ علمائے کرام، وکلا حضرات، کالجوں، یونیورسٹیوں اور دینی مدارس کے اساتذہ، مصنفین، ادیب، دانشور، صحافی اور مساجد کے خطبا یعنی ہر طبقے سے تعلق رکھنے والے حضرات موجود تھے۔ لاہور کے علاوہ دوسرے شہروں سیالکوٹ، گوجرانوالہ، فیصل آباد، جڑانوالہ اور ساہیوال وغیرہ سے بھی کافی تعداد میں لوگ آئے تھے۔

مقالہ نگار حضرات کو مقالے تیار کرنے اور لکھنے کے لیے اگرچہ زیادہ وقت نہیں مل سکا تاہم انھوں نے نہایت شوق اور محنت سے مقالے لکھے اور مولانا کے علمی اور تحقیقی پہلوؤں کو وضاحت سے بیان کیا اور مختلف موضوعات سے متعلق ان کی بلند پایہ تصنیفات کا تفصیلی جائزہ لیا۔ ان تصنیفات میں مولانا نے جن مسائل کو ہدفِ بحث ٹھہرایا ہے، ان کا تذکرہ کیا۔

مقالہ نگار حضرات میں پروفیسر سی اے قادر، پروفیسر مرزا محمد منور، پروفیسر عبدالقیوم، ڈاکٹر خواجہ عبدالحمید یزدانی، پروفیسر وارث میر، مولانا قاری سعید الرحمٰن علوی، جناب میرزا ادیب، پروفیسر تحسین فراقی اور پروفیسر سعادت سعید کے اسمائے گرامی شامل ہیں۔ ان سطور کے راقم عاجز کا نام بھی اس فہرست میں شامل ہے۔ قلتِ وقت کے باعث افسوس ہے بعض مقالے پڑھے نہیں جا سکے۔ یہ تمام مقالے اور

ان کے علاوہ بعض دیگر اہلِ علم کے افکار و مقالات ان شاء اللہ کتابی شکل میں شائع کیے جائیں گے۔

آخر میں صدرِ جلسہ جناب ڈاکٹر محمد افضل نے مولانا کی علمی خدمات کو شاندار الفاظ میں خراجِ تحسین پیش کیا۔ انھوں نے فرمایا کہ مولانا محمد حنیف ندوی کا شمار اونچے درجے کے اصحابِ تحقیق میں ہوتا ہے مولانا نے جو کتابیں تصنیف کی ہیں وہ اپنے موضوع میں منفرد حیثیت رکھتی ہیں۔ ان کی ذاتِ گرامی ہمارے لیے قابلِ فخر سرمایہ ہے۔ مولانا اگرچہ زندگی کی پچھتر منزلیں طے کر چکے ہیں لیکن ان کا قلم جوان اور فکر پورے عروج پر ہے۔ انھوں نے فرمایا مولانا کی تمام عمر دین کے تقاضوں کے مطابق بسر ہوئی اور انھوں نے علم کی ازحد خدمت کی۔ انھوں نے بہت سی علمی کتابیں تصنیف کیں اور مجتہدانہ اسلوب میں لکھا۔ اس قسم کے بلند فکر لوگ روز روز پیدا نہیں ہوتے۔

انھوں نے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ ان کو ہمیشہ صحت و عافیت سے رکھے اور ان کو خدمتِ علم و دین کے مزید مواقع عطا فرمائے۔

اس موقع پر وفاقی وزیرِ تعلیم ڈاکٹر محمد افضل نے صدرِ پاکستان جنرل محمد ضیاء الحق طرف سے مولانا محمد حنیف ندوی کو ان کی علمی خدمات کے سلسلے میں دس ہزار روپے کا چیک پیش کیا۔

رات کے دس بجے تک یہ تقریب جاری رہی۔

---

۹ جولائی ۱۹۸۴ کو حلقۂ اہلِ علم کے گمنام مگر لائق رکن اور گورنمنٹ کالج لاہور کے فاضل استاد ڈاکٹر حامد خاں حامدؔ نے وفات پائی۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

ڈاکٹر حامد خاں حامدؔ پاکستان کے مشہور عالم مولانا شریف اللہ خاں سواتی مرحوم کے فرزند نامدار تھے۔ مولانا شریف اللہ خاں آزادی سے قبل دہلی کے مدرسہ فتح پوری میں فرائض تدریس انجام دیتے تھے اور علم فقہ اور معقولات میں بالخصوص درک رکھتے تھے۔ مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی مرحوم نے بھی کسی زمانے میں دہلی میں ان سے حصولِ علم کیا تھا۔ نہایت متواضع اور منکسر عالم تھے۔ وسعتِ علم کے ساتھ ساتھ وسعتِ ظرف و وسعتِ قلب کی دولت سے بھی مالا مال تھے۔ ڈاکٹر حامد خاں حامد نے بھی بہت سے اوصافِ عالی قدر باپ سے ورثے میں پائے تھے۔ حدیثِ پاک کے الفاظ میں کہنا چاہیے کہ ان کا معاملہ "الولد سر لابیہ"